مولانا نور محمد تونسوی مدظلہ

جناب خالد محمود صاحب علوی کے......اعتراضات کے جوابات

محترم ومکرم جناب خالد محمود علوی صاحب   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ آپ کا غم وغصہ سے بھرا ہوا بغض نامہ موصول ہوا۔ماشاءاللہ آپ نے اپنے خط میں خوب بھڑاس نکالی ہے اس پر اللہ تعالیٰ آپ کو شایان شان جزا عطا فرمائے۔چونکہ اہل حق کے خلاف آپ کا غصہ ایک بے جا حرکت ہے جس پر ہم قرآن مجید کی آیت تلاوت کرتے ہیں "قل موتوا بغیضکم" ارشاد باری تعالیٰ ہے "یریدون لیطفؤوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"۔اب آپ بالتفصیل نمبروار اپنے اعتراضات کے جوابات سنئے!

اعتراض نمبرا......

آپ لکھتے ہیں:

"محترم شیخ صفدرؒ نے صفحہ ۱۰۴۔۱۰۵ پر لکھا ہے کہ۔۔۔۔: "اور بعض علماء ملت جن میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند بھی ہیں،حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا معنی یہ کرتے ہیں کہ ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا فقط مثل چراغ اطراف وجوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوان کے اوروں کی ارواح کو خارج کردیتے ہیں[جمال قاسمی،ص:۱۵]"۔۔۔۔۔تو محترم!یہ بتائیں کہ حضرتؒ (نانوتوی) کے علاوہ وہ کون سے بعض علماء امت ہیں کہ جو وفات کا یہ معنی کرتے ہیں جبکہ اس کو حضرتؒ کا تفرد بھی کہا جاتا ہے؟"

الجواب باسم ملہم الصواب:

محترم جناب خالد محمود صاحب! آپ نے تسکین الصدور کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا تعلق طبع اول سے ہے۔بہر حال آپ کی پیش کردہ عبارت تمام ایڈیشنوں میں موجود ہے۔باقی رہا آپ کا یہ اعتراض کہ امام اہل سنتؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے ساتھ کچھ اور علماء بھی ہیں۔اور آپ کا سوال یہ ہے کہ ان دیگر علماء کا نام بتایا جائے تو لیجئے۔حضرت نانوتوی کے ساتھ چند اور علماء بھی ہیں:

(۱)......حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

"فمثلہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ کمثل شمع فی حجرۃ اغلق بابہا فھو مستور عمن خارج الحجرۃ ولکن نورہ کما کان بل ازید ولھذا حرم نکاح ازواجہ بعدہ صلی اللہ

علیہ وسلم ولم یعد احکام الموات فیما ترکہ لانہما من احکام الموت"
[حاشیہ نور الایضاح۔ ص:۱۸۹]

(۲)......امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"قال شیخنا احمد بن عمر: والذی یزیح ھذا الاشکال ان شاء اللہ تعالیٰ ان الموت لیس بعدم محض، وانما ھو انتقال من حال الیٰ حال.......... الیٰ غیر ذالک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الیٰ ان غیبوا عنا بحیث لاتدرکھم، وان کانوا موجودین احیاء وذالک کالحال فی الملائکۃ فانھم موجودون احیاء ولا یراھم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ بکرامتہ من اولیائہ" [التذکرہ للقرطبی، ص:۱۹۱]

(۳)......علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الیٰ غیر ذالک مما یحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الیٰ ان غیبوا عنا بحیث لاتدرکھم وان کانوا موجودین" [کتاب الروح، ص:۵۱]

پس معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں یہ معنی کرنے والے صرف حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نہیں ہیں بلکہ اور بھی علماء ان کے ہم خیال ہیں۔

لہٰذا یہ حضرت نانوتوی کا تفرد نہ رہا اور جن علماء نے اس کو حضرت نانوتوی کا تفرد قرار دیا ہے وہ بھی معذور ہیں کیونکہ ان حضرات کو دوسرے علماء کا حضرت نانوتوی کے ہم خیال ہونا معلوم نہ تھا اس لیے انہوں نے حضرت نانوتوی کا تفرد قرار دے دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اور بھی علماء حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے ہم خیال ہیں۔ لیکن حیرت ہے آپ کی عجلت پسندی پر کہ آپ نے تحقیق سے قبل حضرت امام اہل سنتؒ پر اعتراض کر دیا۔ تحقیق فرما لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ واقعی حضرت نانوتوی کے اور علماء بھی ہم خیال ہیں۔

اعتراض نمبر ۲......

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"محترم شیخ صفدرؒ نے صفحہ ۱۰۸ میں سلمہ بن سعید کی بابت لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر ان کو صدوق کہتے ہیں۔ [تقریب، ص:۲۴۸] حالانکہ آگے لفظ "عابد ربما وھم من التاسعۃ" اسی راوی کے بارے میں تھا وہ کیوں نہیں لکھا؟ یہ علمی خیانت اور دھوکا بھی امام اہل سنت۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔"

الجواب باسم ملھم الصواب:

محترم خالد محمود صاحب! سلمہ بن سعید حدیث "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" کا راوی ہے محدثین نے اس کو ثقہ اور صدوق کہا ہے اور اس کی حدیث کی تصحیح فرمائی ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ اعتراض کہ امام اہل سنت رحمہ اللہ نے ربما وھم چھوڑ کر خیانت کی ہے تو آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ ربما وھم کا لفظ جرح کی کونسی قسم ہے جس سے راوی صدوق اور ثقہ نہیں رہتا؟ اگر واقعی اس کلمہ سے راوی صدوق وثقہ نہیں

Scanned by CamScanner

رہتا تو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے صدوق کیوں کہا ہے؟ پس جب ایک راوی صدوق ہے اور "ربما وہم" کے کلمہ سے اس کا معیار صداقت بھی برقرار رہتا ہے تو اس کے چھوڑنے سے خیانت لازم نہیں آتی۔ باقی راویان حدیث اور محدثین کی جماعت انسان ہیں، وہم ہو جانا ایک معمولی سی بات ہے، چنانچہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ومن ذا سلم من الوھم" [لسان المیزان، ج:۱، ص:۱۷] وہم سے کون بچ سکتا ہے؟ الا من عصمہ اللہ

پس آپ کا یہ کہنا کہ امام اہل سنت رحمہ اللہ نے خیانت کی ہے، ایک قسم کی الزام تراشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو الزام تراشی سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔ بجاہ النبی الکریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اعتراض نمبر ۳......

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"محترم شیخ صفدر چھٹی دلیل دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ: "وقال غریب قطعا، ص:۲۵ جلاء الافھام لحافظ ابن القیم" تو محترم "وقال غریب قطعا" کا لفظ جلاء الافہام کے اندر سرے سے ہے ہی نہیں تو اس کتاب میں کیوں درج کیا؟ کیا ایسی ہی باتوں کی وجہ سے امام اہل سنت کا لقب ملتا ہے؟ اگر یہی باتیں کسی دشمن بدعتی مشرک کے ہاتھ لگ گئیں تو وہ علماء دیوبند کے بارے میں کیا رائے رکھے گا جبکہ اس پر علماء دیوبند کے بڑے بڑے اکابر کی تقریظیں بھی موجود ہیں؟"

الجواب باسم ملہم الصواب:

جناب خالد محمود صاحب! امام ابن قیم کی کتاب جلاء الافہام میرے سامنے رکھی ہے اس کے صفحہ نمبر ۱۸ پر ابو شیخ کی کتاب "کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے حوالے سے حدیث "من صلیٰ علیّ عند قبری سمعتہ" [الحدیث] لکھی ہوئی ہے اور آخر میں یہ جملہ بھی لکھا ہوا ہے "وھذا الحدیث غریب جدا" [جلاء الافھام، ص:۱۸] اور امام اہل سنت رحمہ اللہ نے بھی چھٹی دلیل کے آخر میں یہی لکھا ہے "وقال غریب جدا" تو الحمد للہ امام اہل سنت رحمہ اللہ نے کوئی جھوٹ نہیں بولا بلکہ جو کچھ فرمایا وہ حق سچ ہے۔ جو کچھ اصل کتاب میں تھا انہوں نے نقل فرمایا اس میں کوئی قطع و برید نہیں کی۔ معلوم آپ نے کیسے کہہ دیا کہ "غریب قطعا" جلاء الافہام میں ہے ہی نہیں؟ ہاں "قطعا" کا لفظ تو آپ کی اپنی ایجاد ہے، جلاء الافہام میں "جدا" کا لفظ ہے اور حضرت امام اہل سنت نے بھی "غریب جدا" ہی لکھا ہے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ساری شامت اکابر علماء اسلام کی گستاخی کرنے کی ہے کہ آپ دیانت و صداقت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں اور آپ کو اس کا احساس بھی نہیں ہو رہا۔ آپ کی تسلی کے لیے بندہ عاجز جلاء الافہام کے اس صفحہ کا فوٹو سٹیٹ بھی آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہے، شاید آپ کو نظر آ جائے۔

Scanned by CamScanner

اعتراض نمبر ۴......

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"آپ کے شیخ نے چھٹی دلیل جو دی ہے اور وہ ابوشیخ اصبہانی کی سند ہے تو ہماری گزارش ہے کہ اس روایت کا اصل ماخذ پیش فرمائیں۔ لیکن یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ "کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور "کتاب الثواب" والے ماخذ قبول نہیں کیونکہ یہ کسی کتب خانہ میں دستیاب نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو دکھائیں اور منہ مانگا انعام وصول کریں۔"

الجواب باسم ملهم الصواب:

محترم خالد محمود صاحب! ابوشیخ کی کتاب "کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے سامنے ہے جس سے انہوں نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے اور باقاعدہ سند کے ساتھ حدیث لکھی ہے لہٰذا ابوشیخ کی یہ کتاب حدیث "من صلی علی عندقبری" کا اصل ماخذ ہے اس کے علاوہ کسی اور اصل کا مطالبہ کرنا محض جہالت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "واخرجہ ابوشیخ فی "کتاب الثواب" بسند جید بلفظ "من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلیٰ علیّ نائیاً ابلغتہ" [فتح الباری، ج:۶، ص:۶۰۳]"۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں: "وسندہ جید" [القول البدیع، ص۱۱۶]۔ ملا علی قاری بھی اسکو "بسند جید" فرماتے ہیں [مرقاۃ، ج:۲، ص:۱۰]۔ نواب صدیق حسن صاحب بھی فرماتے ہیں "اسنادہ جید" [دلیل الطالب، ص:۸۴۴]۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: "بسند جید"۔ [فتح الملہم، ج:۱، ص:۳۳۰]

محترم خالد صاحب! جب اتنے سارے محدثین ابوشیخ کی اس سند پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کی سند کو جید قرار دیتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں ایک صداقت سے تہی دامن اور جانب دار آدمی کہتا ہے کہ مجھے اکابر کی نقول پر اعتماد نہیں ہے مجھے اصل ماخذ دکھاؤ تو اس کی بات کی کیا حیثیت باقی رہ سکتی ہے؟ آپ کی ان لغو باتوں سے نہ تو ابوشیخ کی کتاب پر کوئی اثر پڑتا ہے اور نہ ہی حدیث "من صلیٰ علیّ عندقبری سمعتہ" پر، کیونکہ علماء اسلام اس پر اعتماد کر چکے ہیں۔ اگر آپ پھر بھی بضد ہیں تو چلو کم از کم اپنے بزرگوں پر ہی اعتماد کر لیجیے! شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کی نگرانی میں چھپنے والے ماہنامہ "تعلیم القرآن" [ص:۴۸، اکتوبر ۱۹۶۷ء] میں لکھا ہے "اس حدیث کی سند میں جو سدی صغیر پر مشتمل ہے اس کو بوجہ راوی مذکور کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں ہے وہ کمزور نہیں ہے۔ اور حدیث ہذا کی دوسری سند بھی ہے جس کے صحیح ہونے کی تصریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: "قال نقلا

Scanned by CamScanner

حسن الشیخ ورواہ ابو شیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید" ۔ اگر پھر بھی آپ کا دل نہ مانے تو بہانے ہزار ہیں۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ یہ کتابیں دستیاب نہیں ہیں تو ہمیں آپ کی اس بات پر بھی اعتماد نہیں، کیونکہ آپ کی کئی غلط بیانیاں ثابت ہو چکی ہیں ۔ اگر بالفرض یہ کتابیں اب تک طبع نہیں بھی ہوئیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پہلا دور قلمی مخطوطات کا تھا جن اکابر نے یہ حدیث نقل کی ہے یقیناً ان کے سامنے ابو شیخ کی کتاب کا قلمی نسخہ ہوگا جس سے یہ حدیث انہوں نے نقل کی ہے۔ ہمیں تو اکابر کی نقول پر اعتماد ہے، جو شخص اعتماد نہیں کرتا وہ جانے اور اس کا کام۔

اعتراض نمبر ۵......

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"شیخ صفدر نے ساتویں دلیل جو بیان فرمائی ہے "10" ایڈیشن میں تو وہ حضرت نے حوالہ دیا ہے بخاری صفحہ ۴۹۰ کا تو محترم آپ سے یہ گذارش ہے کہ "ثم لئن قام علی قبری، فقال یا محمد لا جیبنہ" والے الفاظ بخاری کے صفحہ نمبر ۴۹۰ سے یا پوری بخاری شریف میں کسی جگہ سے بھی نکال دیں اور دس لاکھ کا نقد انعام وصول کریں۔"

الجواب باسم ملهم الصواب:

محترم خالد محمود صاحب! بندہ عاجز کے پاس تسکین الصدور کا نسخہ طبع دوم کا ہے اس میں حدیث نزول ابن مریم کے حوالہ جات میں سرے سے بخاری کا حوالہ ہے ہی نہیں ۔ بعض اہل علم کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بذریعہ فون مجھے بتایا کہ حضرت امام اہل سنت نے جہاں بخاری شریف کا حوالہ لکھا ہے وہاں پر "اختصاراً ــــ یا ــــ مختصراً" کا لفظ بھی موجود ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساتویں دلیل جس میں حضرت عیسیٰ کے نزول کا ذکر ہے مختصر انداز میں بخاری شریف کے اندر موجود ہے اور یہ حقیقت ہے اس میں کوئی شک نہیں ۔ اس حدیث کا ابتدائی حصہ جس میں نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر ہے بخاری شریف میں پائی جاتی ہے البتہ پوری حدیث جس میں "لئن قام علی قبری فقال یا محمد! لا جیبنہ" ـــ کے الفاظ ہیں بخاری شریف کی بجائے مسند ابو یعلیٰ میں پائی جاتی ہے اور ابو یعلیٰ کی اس حدیث کو محدثین کی جماعت نے صحیح کہا ہے تو محترم جب حضرت امام اہل سنت نے بخاری شریف کا حوالہ دیتے وقت "یا اختصار ـــ یا ...... مختصراً" وغیرہ الفاظ لکھ دیئے ہیں تو واضح فرما دیا ہے کہ یہ پوری حدیث بخاری میں نہیں ہے بلکہ مسند ابو یعلیٰ میں ہے تو آپ کے اعتراض کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی ۔ بلکہ الٹا قابل گرفت تو آپ کی بات ہے کہ آپ نے "اختصار" کے لفظ کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر لیا اور حضرت امام اہل سنت پر اعتراض کر دیا۔

Scanned by CamScanner

اس کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اللہ تعالیٰ ذہنی آوارگی سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین، بجاہ النبی الکریم، صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض نمبر ۶......

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"پھر مزید آپ یہ بتائیں کہ یہی روایت جو "10" ایڈیشن میں دلیل ہے یہ طبع اول میں بطور شاہد کے ہے اور 10 ایڈیشن میں جو بطور شاہد کے ہے وہ طبع اول میں بطور دلیل کے۔ محترم کیا یہی دیوبندیت ہے کہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہو۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ کے شیخ اہل حق کے خلاف قلم نہ اٹھاتے تو آج یوں دوغلہ پن ان میں نہ آتا۔ بہر حال محترم! ٹھنڈے دل سے ان گذارشات کے جوابات دیں۔"

الجواب باسم ملھم الصواب:

محترم خالد محمود صاحب! بندہ عاجز کے پاس تسکین الصدور کا صرف ایک ہی نسخہ ہے جو طبع دوم ہے، اس میں حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے حدیث نزول ابن مریم کو ساتویں دلیل قرار دیا ہے۔ بذریعہ فون دوست احباب سے رابطہ بھی ہوا لیکن کوئی تسلی بخش بات سامنے نہیں آئی، اب صرف آپ کے کہنے پر کہ "ساتویں حدیث کو کہیں دلیل بتایا گیا ہے اور کہیں شاہد" اعتماد نہیں کیا جاسکتا لہٰذا آپ تسکین الصدور کے مطلوبہ مقام کا فوٹوسٹیٹ ہماری طرف روانہ کریں تاکہ صحیح صورت سامنے آجائے۔

اگر بالفرض حضرت امام اہل سنت نے ساتویں حدیث کو بطور شاہد کے پیش بھی فرمایا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ شاہد بھی ایک قسم کی دلیل ہوتی ہے۔

قارئین کرام!

یہاں تک تسکین الصدور پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات مکمل ہوئے۔ اور کچھ باتیں معترض نے بندہ عاجز سے بھی کی ہیں مثلاً بندہ کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ:

۱...... "آپ کی کتاب 135 سوالات کے جوابات ملاحظہ کی ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ کتب آپ کی مطالعہ کی ہیں لیکن مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ کیا ضرورت تھی آپ کو اتنا وقت صرف کرنے کی؟ اگر یہی وقت آپ باطل فرقوں کی تردید پر صرف کرتے تو رہتی دنیا تک آپ کا نام بھی قاطعین عقائد باطلہ کی لسٹ میں نمایاں رہتا۔"

جواباً...... گذارش ہے کہ: بندہ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں باطل کے خلاف ہی کام کیا ہے۔ اور اس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے، ناموری کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔

۲...... "یا پھر آپ اس مسئلہ کو بھی عقائد کے باب میں سمجھتے ہیں؟"

Scanned by CamScanner

جواب:.....گذارش ہے کہ عقیدہ حیات انبیاء عقیدہ حیات قبر کی ایک اعلیٰ شاخ ہے اور حیات قبر کو شریعت کی اصطلاح میں عذاب قبر سے تعبیر کرتے ہیں اور عذاب قبر کو حیات لازم ہے اسی لیے ہمارے فقہاء کرام نے عذاب قبر کے منکر کو کافر کہا ہے۔[دیکھیے خلاصۃ الفتاویٰ، ج:۱، ص:۱۴۹.....فتح القدیر ج:۱، ص:۲۴۷.....تمہید ص:۱۲۵.....رسائل بحر العلوم، ص:۹۹]

فقہاء کرام کے عذاب قبر کے منکر کو کافر قرار دینے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حیات قبر کے عقیدے کی کتنی قطعیت ہے۔اور آیا اس میں تاویل کی گنجائش ہے یا نہیں؟

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر کی پیروی میں صراط مستقیم پر چل کر کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی بے دینی بے راہ روی، گمراہی اور سلف بیزاری سے محفوظ رکھے۔آمین یارب العالمین، بجاہ النبی الکریم، صلی اللہ علیہ وسلم

املاء: ابواحمد نور محمد قادری تونسوی.....خادم: جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ، لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

Scanned by CamScanner